سوال

(125) الگ الگ تین طلاقوں کے بعد؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زید اوراس کی بیوی کے درمیان ساڑھے پانچ سال سے تنازعہ چل رہا تھا جس کی بنا پر زید نے عرصہ چار سال ہوئے اپنی بیوی کو ایک طلاق زبانی دی۔ پھر لوگوں نے صلح کرادی اور شوہر نے بیوی سے رجوع کرلیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد زید نے دوسری مرتبہ ایک طلاق زبانی دے دی لیکن اہل محلہ کی مداخلت پر پھر صلح ہوگئی اور زید نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا۔ اب مورخہ ۵/۵/۹۶ کو پھر تین طلاق یکدم تحریر کرکے بذریعہ رجسٹری ڈاک زید نے اپنی بیوی کو ارسال کردی ہیں۔ بیوی اپنے ذاتی مکان میں رہتی ہے۔ شوہر بھی اس کے ہمراہ رہتا ہے۔ اب ایسی صورت میں کیا بیوی کو تین طلاقیں واقع ہوگئیں یا پھر کوئی صلح کی گنجائش باقی ہے؟ اوراس صورت میں شوہر بیوی کے ہمراہ رہ سکتا ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرماکر مشکور فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ خاوند جتنی چاہتا اپنی بیوی کو طلاقیں دے دیتا اورعدت کے اندر رجوع کرلیتا۔ اس سے مقصود عورتوں کو تنگ کرنا ہوتا تھا۔ عورتوں کی جان غضب میں تھی کہ خاوند نے طلاق دی اورعدت گزرنے کے قریب آئی تو رجوع کرلیا پھر طلاق دے دی پھر عدت کے اندر رجوع کرلیا۔ اسی طرح ساری زندگی بیوی کو ظلم وستم کی چکی میں پیستے رہنا ان کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ کار کو ختم کرکے طلاق کی تعداد کی حد بندی کردی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

((كَانَ النَّاسُ وَالرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ مَا شَاءَ أَنْ يُطَلِّقَهَا، وَهِيَ امْرَأَتُهُ إِذَا ارْتَجَعَهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ، وَإِنْ طَلَّقَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ أَوْ أَكْثَرَ، حَتَّى قَالَ رَجُلٌ لِامْرَأَتِهِ: وَاللَّهِ لَا أُطَلِّقُكِ فَتَبِينِي مِنِّي، وَلَا آوِيكِ أَبَدًا، قَالَتْ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: أُطَلِّقُكِ، فَكُلَّمَا هَمَّتْ عِدَّتُكِ أَنْ تَنْقَضِيَ رَاجَعْتُكِ، فَذَهَبَتِ الْمَرْأَةُ حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَسَكَتَتْ عَائِشَةُ، حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ، فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ: "{الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ} [البقرة:229]"، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاسْتَأْنَفَ النَّاسُ الطَّلَاقَ مُسْتَقْبَلًا مَنْ كَانَ طَلَّقَ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ طَلَّقَ))

''کہ مرد اپنی منکوحہ کو جتنی چاہتا طلاقیں دے دیتا اوردوران عدت وہ جب بھی اس سے رجوع کرلیتا، وہ اس کی بیوی ہی رہتی خواہ اسے سویا اس سے زائد طلاقیں دے دیتا یہاں تک کہ ایک وہر نے اپنی بیوی سے کہا اللہ کی قسم نہ میں تمہیں ایسی طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہوجائے اورنہ ہی تجھ کو اپنے پاس رکھوں گا۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ خاوند نے کہا جب تیری عدت ختم ہونے لگے گی، میں تجھ سے رجوع کرلوں گا۔ وہ عورت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اوران کو اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ خاموش ہوگئیں۔ یہاں تک کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کی اطلاع انہیں دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش رہے یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا: ''طلاق دو مرتبہ ہے (وقفہ بعد وقفہ) معروف طریقے پر رجوع کرنا ہوگا یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہوگا۔'' (ترمذی ۲۲۴/۱، مستدرک حاکم ۲/۲۷۹)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ لوگوں نے مستقبل میں اس طریقہ طلاق کو جاری کر دیا جس نے پہلے طلاق دی تھی یا نہیں دی تھی۔ (الطّلاق مرّتٰن) کے شانِ نزول سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے طریقہ طلاق جس میں مرد کئی بار طلاق دیتا اور رجوع کرتا تھا کو محدود کر کے دو مرتبہ طلاق تک رجوع کا حکم رکھا۔ یعنی مرد اپنی بیوی کو وقفہ بعد وقفہ دو طلاقیں دے سکتا ہے اور ان کے دوران مرد کو اپنی بیوی سے تعلقات بحال رکھنے کی اجازت ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ دورانِ عدت رجوع کرلے یا عدت کے گزرنے کے بعد دوبارہ نکاح کرلے اور اگر دوبارہ طلاق دے کر پھر دوبارہ تعلقات بحال کرلینے کے بعد تیسری مرتبہ طلاق دے تو یہ عورت اس مرد پر قطعی طور پر حرام ہوجائے گی۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ... ۲۳۰ ...البقرة

''اگر اس نے (تیسری) طلاق دے دی تو وہ اس کے لئے اتنی دیر تک حلال نہیں جب تک وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح نہ کرلے۔'' (البقرہ)

یعنی وہ عورت نکاح کے مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلے اور وہ مرد فوت ہوجائے یا اپنی مرضی سے طلاق دے دے تو یہ عورت اور پہلا خاوند اگر دونوں رضامند ہوجائیں اور یقین ہو کہ وہ حدود اللہ کو قائم رکھ سکیں گے تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔ امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

" والمقصود من الزوج الثانى اَن يكون راغبا فى المرأة قاصدالدوام عشرتها كما هوالمشروع من التزويج "

''یعنی دوسرا خاوند عورت میں رغبت رکھنے والا اور اس کے ساتھ ہمیشہ زندگی گزارنے کا ارادہ رکھنے والا ہو جیسا کہ مقاصد نکاح میں یہ افعال جائز رکھے گئے ہیں۔'' (تفسیر ابنِ کثیر ۱/۲۹۹)

آگے فرماتے ہیں :

"فإذا كان الثانى إنما قصده أن يحلها للأول فإذا هوالمحلل الذى وردت الأحاديث بذمه ولعنه ."

''اگر دوسرے خاوند نے اس عورت کو پہلے خاوند کے لئے حلال کرنے کے غرض سے نکاح کیا تو یہ شخص محلل (حلالہ کرنے والا) ہے جس کی مزمت اور لعنت کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں" (ابن کثیر ۱/۲۹۹)

دوسرے خاوند کے ساتھ جب زندگی گزارنے کی غرض سے نکاح کیا تو اس میں یہ شرط ہے کہ اس خاوند نے طلاق دینے سے قبل اس عورت کے ساتھ جماع کیا ہو وگرنہ یہ عورت پہلے خاوند کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ رفاعہ قرظی نے جب اپنی بیوی تمیمہ بنت وہب کو آخری (تیسری) طلاق بھیجی تو اس کا نکاح عبدالرحمن بن زبیر سے ہوگیا۔ وہ عوت رسولِ مکرم کے پاس شکایت لے کر آئی کہ عبدالرحمن اس کے مطلب کا آدمی نہیں۔ میں تو اپنے پہلے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا جب تک وہ تم سے اور تم اس سے بذریعہ مجامعت لطف اندوز نہ ہوجاؤ۔ یہ حدیث مسند احمد اور ابنِ ماجہ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

مذکورہ بالا آیات و احادیث سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ تین طلاقیں وقفہ بعد قفہ ہوجانے کے بعد عورت پہلے خاوند پر قطعی حرام ہوجاتی ہے۔ اب ان دونوں کے دوبارہ تعلقات بحال ہونے کی ایک ہی شکل ہے کہ اس عورت کا نکاح کسی دوسرے آدمی سے مقاصد نکاح یعنی عفت و پاکدامنی، خانہ آبادی وغیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے اور وہ مرد اس کے حقوق زوجیت ادا کرے۔ پھر کبھی ان میں ناچاقی ہوجائے جس کی بنا پر وہ طلاق دے دے یا فوت ہوجائے اور عدت کے اختتام کے بعد اگر یہ عورت اور پہلا خاوند آپس میں رضامند ہو جائیں اور یقین ہو کہ اب وہ مل کر حدود اللہ کو قائم رکھ سکیں گے تو دوبارہ آپس میں نکاح کرسکتے ہیں۔ اور اگر دوسرے خاوند کے ساتھ پہلے کے لئے حلال ہونے کی غرض سے نکاح کیا تو یہ فعل حرام ہوگا اور لعنت کے مستحق ٹھہریں گے اور عورت پہلے خاوند کی طرف دوبارہ واپس نہیں لوٹ سکتی۔

صورت مسئولہ میں زید اپنی بیوی کو وقفہ بعد وقفہ تین طلاقیں پوری دے چکا ہے جو کہ تینوں لاگو ہو چکی ہیں ۔ اب اس کے بعد زید کو اس عورت کے ساتھ رہنے کا شرعاً کوئی حق نہیں رہا۔ یاد رہے کہ مرد اپنی عورت کو اکھٹی تین طلاقیں ایک مجلس میں اگر دے تو از روئے شریعت ایک ہی سمجھی جائے گی جس میں رجوع ممکن ہے ۔ صورت مسئولہ میں زید چونکہ پہلے دو طلاقیں الگ الگ دے چکا ہے ، اب وہ آخری طلاق ایک مجلس میں چاہے ایک مرتبہ چاہے اکھٹی تین یا تین سے زائد مرتبہ دے ، وہ ایک ہی ہوگی ۔ لیکن پہلی دو طلاقوں کے ساتھ یہ طلاق شامل ہونے کی وجہ سے اب تینوں طلاقیں پوری ہو گئیں ۔ اب عورت مرد پر یقینی طور پر حرام ہے اور مرد اب اس عورت سے کسی صورت رجوع نہیں کر سکتا ۔ سوائے اس صورت کے کہ جو اوپر بیان کی گئی ہے کہ وہ عورت نئے خاوند کے ساتھ نکاح کرے ۔ یہ نکاح عارضی طور پر پہلے خاوند کے لئے حلال ہونے کی غرض سے نہ کیا جائے کیونکہ یہ حلالہ ہے اور حلالہ پر اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے البتہ نیا خاوند اگر اتفاقاً اسے طلاق دے دے یا وہ فوت ہو جائے تو تب وہ عورت پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ